تعلیم وتربیت کی اہمیت

مفتی ذاکر حسن نعمانی

انسان اور حیوان کی فطری صلاحیتوں میں فرق:......انسان اپنی فطری صلاحیتوں کے علاوہ کسبی صلاحیتوں کا بھی محتاج ہے، حیوانات میں بھی فطری صلاحیتیں ہیں، لیکن مخصوص ومحدود، ان سے آگے نہیں بڑھ سکتے، البتہ بعض حیوانات کو خاص قسم کی تربیت دی جائے تو ان میں بھی انسانوں کی طرح کوئی خاص کمال پیدا ہوجاتا ہے، لیکن وہ بھی محدود ہوتا ہے، اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے، مثلاً کتے کو شکار کے بارے میں تعلیم دی جائے، یہ کتا جب شکاری بن جائے تو ''کلب معلم'' کہلاتا ہے، یعنی تعلیم یافتہ کتا۔ وہ بھی ایک خاص عمل (شکار) میں۔ ہر میدان میں تعلیم یافتہ نہیں بن جاتا، نہ اپنے شکاری میدان میں شکار کے لئے نئے نئے طریقے ایجاد کرسکتا ہے۔ اسی طرح ہر کتا شکاری نہیں بن سکتا، کتوں کی ایک خاص قسم ہے، جو تعلیم وتربیت سے شکاری بن جاتے ہیں، لیکن ان کی درندگی پھر بھی ختم نہیں ہوتی، کبھی شکار مالک کے لئے نہیں، بلکہ اپنے لئے پکڑتا ہے، پھر اس کو کھا جاتا ہے، پرندوں میں ایک خاص قسم کا محدود فہم ہے، جس کے ذریعے اپنی زندگی گزارتے ہیں، اس مخصوص فہم کی وجہ سے مزید ترقی نہیں کرسکتے، مثلاً ہر پرندہ شروع سے اپنا مخصوص شکل اور ڈیزائن کا گھونسلہ بناتا ہے، ان گھونسلوں سے ہر انسان آسانی کے ساتھ پہچان لیتا ہے کہ کس پرندہ کا گھونسلہ ہے، کوئی پرندہ آج تک اپنا گھونسلہ کسی نئی شکل یا ڈیزائن اور نقشہ کے مطابق نہ بنا سکا، شہد کی مکھیاں مخصوص شش زاویوں والا چھتہ بناتی ہیں، جن سے شہد کا ایک قطرہ بھی نہیں ٹپکتا، آج تک شہد کی مکھیاں نئے نقشہ کے مطابق پرانے نقشہ کو بدل نہ سکیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو صرف اسی مخصوص فہم کے مطابق اس مخصوص ڈیزائن کا القاء اور الہام ہوا ہے۔

قوت عقلیہ اور اس کی اقسام:......ان تمام حیوانات کے مقابلے میں انسان کو بقول حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ خدائے تعالیٰ نے قوت عقلیہ کی زیادتی دی ہے، جس کی دو شاخیں ہیں، ایک شاخ کے ذریعے صحیح مصلحانہ نظام زندگی کے لئے مفید تدبیریں (اسکیمیں) کرتا ہے، پھر ان میں مزید باریکیاں (ترقیاں) کرتا ہے، چنانچہ آج کے مشینی اور

مصنوعی دور میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق نئی نئی ایجادات قوت عقلیہ کے اس شعبے کے مرہون منت ہیں، ضرورت سے بڑھ کر سہولیات تک، عجیب وغریب ضروری اور آسائش والی اشیاء دیکھنے میں آتی ہیں، جن سے سب حیوانات محروم ہیں، ابھی حال ہی میں پشاور میں سردی کی شدید لہر آئی تھی، رات کو شدید سردی اور زبردست دھند تھی، سب لوگ بستروں اور بند کمروں میں آرام سے پڑے ہوئے تھے، مجھے باہر کھلی فضا میں پرندوں، کتوں اور دیگر پالتو گھریلو جانوروں کا خیال آیا کہ آج رات ان کی کیا حالت اور کیفیت ہوگی، نہ جانے ان پر رات کیسے گزری ہوگی، کتنے جانوروں کا کتنا نقصان ہوا ہوگا، اس لئے کہ تمام جانور ہر حالت کے لئے الگ الگ انتظام نہیں کرسکتے، آخر میں ہم اللہ کے فضل سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ اللہ سب کا حافظ ہے، انسان کی اس عقل کو "عقل معاش" کہتے ہیں۔

قوتِ عقلیہ کی دوسری شاخ قوت عقلیہ کی وہ استعداد ہے، جس سے آخرت کی بھلائی اور کامیابی کے لئے علوم دینیہ کے حصول میں عقل مشغول رہتی ہے، اس کو "عقل معاد" کہتے ہیں، اس عقل معاد کے ذریعے اگر ایک طرف انسان قرآن وحدیث کے الہامی علوم حاصل کرتا ہے تو دوسری طرف قرآن وحدیث کے اجماع وقیاس کے ذریعے لاکھوں مسائل کا استنباط کرتا ہے، جن میں استنباط کی استعداد و طاقت نہیں ہوتی، وہ ان مستنبطین کی تقلید کرتے ہیں، آج دنیا میں جتنے اسلامی مدارس، بے شمار دینی مفید کتابیں، تعلیم وتبلیغ کا وسیع جال، جہاد اور تزکیہ نفس کا مقدس مشن ہے، اسی عقل معاد کا مرہون منت ہے۔

عقل کی معاد کی طرف عدم توجہ:...... آج پوری دنیا صرف عقل معاش کے پیچھے پڑی ہوئی ہے، یہی وجہ ہے کہ دنیاوی ترقی میں خوب اضافہ ہوگیا ہے، یوں معلوم ہوتا ہے کہ عقل کی صرف ایک ہی قسم عقل معاش موجود ہے اور عقل معاد سرے سے ہے ہی نہیں، عقل معاش کی ترقی بھی فرض کفایہ ہے اور عقل معاد کی ترقی بھی فرض کفایہ ہے، لیکن ایک مخصوص حد تک، یعنی جن سے لوگوں کے دینی اور دنیاوی مسائل حل ہوسکیں، ورنہ ایمانیات اور اعمال صالحہ سے متعلقہ ضروری علوم تو ہر بالغ مسلمان مرد اور عورت پر فرض عین ہیں، لیکن عقل معاش میں ڈوبے ہوئے اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے، چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان ضروری علوم کی طرف سے آہستہ آہستہ لوگوں کی توجہ ہٹ رہی ہے، صرف عقل معاش کی طرف سفر جاری ہے، حالانکہ صرف عقل معاش کے پیچھے چلنا تو کفار کا شیوہ ہے، حدیث میں آتا ہے کہ دنیا کفار کی جنت ہے۔ واقعی انہوں نے اپنی عقل معاش کا اتنا زیادہ استعمال کیا ہے کہ ان کے ممالک جنت کی نظیر معلوم ہوتے ہیں، وینس کا شہر سمندر میں ہے جو "جنت تجری میں تحتها الانهار" کا منظر پیش کرتا ہے، لندن اور فرانس کے مابین سمندر کی تہہ میں ٹیوب ٹرین چلتی ہے جو "ولكم فيها ماتشهي انفكسم" کی ادنیٰ جھلک ہے، آج بدقسمتی سے مسلمان بھی اس عقل معاش کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، حالانکہ ہمارے لئے اصل حکم، عقل معاد کا ہے۔ حدیث میں ہے: "وأنتم خلقتم للآخرة"

عقل معاد کے استعمال کے علاوہ ہماری عقل معاش کا ہر ضروری کام عقل معاد یعنی آخرت کے تابع ہونا چاہئے،

ہماری پرائمری سے لے کر یونیورسٹی لیول تک تمام عصری درسگاہوں کے نصاب میں عقل معاد کی تعلیم بقدر ضرورت بھی ضروری محسوس نہیں کی جاتی، بلکہ مخالفت کی جاتی ہے، جہاں دینی تعلیم ہے، وہ بھی برائے نام ہے، چنانچہ عصری درسگاہوں کے تمام درجوں کی اسلامیات پر سری نظر ڈالیں تو فوراً پتہ چل جائے گا کہ برائے نام اسلامیات ہے، وہ بھی بعض درسگاہوں اور درجوں میں لازم نہیں ہوتی، بلکہ اختیاری ہوتی ہے، یا پھر عملاً اسلامیات کے مضمون کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیا جاتا ہے کہ الامان۔ میڈیکل کالج کے ایک دیندار طالب علم نے بتایا کہ اسلامیات کے پیریڈ میں اکثر طلبہ غیر حاضر رہتے ہیں، بہت کم مقدار حاضر ہوتی ہے، طلبہ کے ذہن میں بھی یہ بات ہوتی ہے کہ میری اصل تعلیم عقل معاش والی ہے، عقل معاد کی تعلیم کی کیا ضرورت ہے، ہم نے خود ہی عقل معاد کی تعلیم کی اہمیت گرادی ہے، حالانکہ عقل معاش کی فرض کفایہ تعلیم کے علاوہ عقل معاد کی بقدر ضرورت فرض عین تعلیم فرض اور لازم ہے، یہی وجہ ہے کہ ہماری درس گاہوں سے خالص فنی لوگ فارغ ہورہے ہیں، ان میں دینی صفات کے حامل لوگ پیدا نہیں ہوتے، صرف فنی لوگ تو دنیا کے ہر غیر اسلامی مذہب میں پیدا ہورہے ہیں تو پھر کفار واغیار اور مسلمانوں کے فنی افراد میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔

مشابہ بالحیوان لوگ:......اس عنوان سے میری مراد کسی مسلمان کی تضحیک یا توہین نہیں، صرف اپنی بات سمجھانے کے لئے یہ عنوان قائم کیا گیا ہے، ہمارے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے، جن کو شروع سے عقل معاش کی تعلیم دی جاتی ہے، نہ عقل معاد کی، جس طرح حیوان کا بچہ بڑا ہوکر وہی حیوان کہلاتا ہے، اس میں کوئی اضافی وصف پیدا نہیں ہوتا، مثلاً کتے کا پلا بڑا ہوکر صرف کتا کہلاتا ہے، بھیڑ، بکری کا بچہ بڑا ہوکر بھیڑ بکری بنتا ہے، لیکن انسان کا بچہ بڑا ہوکر انسان ہونے کے علاوہ عالم، حافظ، ڈاکٹر، استاذ، لوہار، ترکھان، ڈرائیور وغیرہ بنتا ہے، ہمارے ملک میں کافی تعداد مسلمانوں کی ایسی ہے، جو دنیاوی کردار بنا نہ اخروی، دینی تعلیم سے محروم رہ گئے ہیں، بلکہ محض انسان ہیں، ان میں کوئی اضافی قابل تعریف وصف پیدا نہیں ہوا، اگر ایسے افراد میں ایمان اور عمل صالح کسی درجہ میں موجود ہے تو فبہا، ورنہ ایسے لوگ حیوان نما انسان ہوتے، گویا حیوانات کی طرح ان کی تربیت ہی نہیں ہوئی ہوتی، بلکہ برائے نام مسلمان ہوتے ہیں، لیکن پھر بھی ایمان کی وجہ سے تمام کفار سے بہتر ہے، لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا میں کوئی کردار ادا کئے بغیر دنیا سے رخصت ہوجاتے ہیں۔

شیطان نما انسان:......کچھ لوگ ایسے ہیں، جو بے شک مسلمان ہیں، لیکن عقل معاش کی تعلیم کے ساتھ جب عقل معاد کی تعلیم ان کو نہ دی جائے تو ان پر حیوانیت مسلط ہوجاتی ہے، جن عصری درسگاہوں میں عقل معاش (دینی تعلیم) کی تعلیم نہیں دی جاتی، وہاں طالب علموں میں آزادی آجاتی ہے، ہم آئے روز مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم گاہوں میں لڑکے اور لڑکیوں کا انتہائی آزاد (فری) ماحول دیکھتے ہیں، سب لوگوں کے سامنے جابجا جوڑے جوڑے بیٹھے ہوتے ہیں، یہی جوڑے سیر وتفریح کے لئے بھی نکلتے ہیں، ایک دوسرے کے گھروں میں بھی جاتے ہیں، گرل کے لئے بوائے فرینڈ اور بوائے کے

لئے گرل فرینڈ کی مہذب اصطلاح عام ہوگئی ہے، ان جوڑوں کے ماں باپ بھی بے حسی کی وجہ سے اب اس کو عیب نہیں سمجھتے، انہی تعلیم گاہوں سے نکل کر ماڈلنگ، فحش فلموں اور ڈراموں میں حیا سوز کردار ادا کرتے ہیں، پورا مسلم معاشرہ اور ان لڑکے اور لڑکیوں کے ماں باپ بے غیرتی اور بے حسی کی وجہ سے ان مناظر کو دیکھتے ہیں، ان گناہوں کے ساتھ پورا معاشرہ اتنا عادی اور بے حس ہو چکا ہے کہ ان کے خلاف کوئی آواز تک نہیں اٹھاتا، اب تو جو منکر کے خلاف تھوڑی بہت آواز جو نہی آواز اٹھاتے ہیں، تو لوگ ان کو طالبان سمجھنے لگتے ہیں، کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شعبہ ختم ہوگیا ہے، کیا یہ مسلمانوں کی مشترکہ ذمہ داری نہیں تھی؟ کیا ارباب اقتدار و اختیار اور والدین کا یہ فریضہ نہ تھا؟ ارباب واقتدار و اختیار اور اپوزیشن والے تو صرف جمہوریت کے لئے مر مٹ رہے ہیں، جمہوریت اس دور کا کلمہ بن گیا ہے، اس کی خلاف ورزی کرنے والا یا اس کے خلاف بولنے والا سیاسی مرتد ہوتا ہے، کیا یہ ہر قسم کی آزادی جمہوریت نے پیدا نہیں کی، یہاں تک کہ سابق وزیر اعظم مرحومہ کا بیٹا بول اٹھا کہ میں آزاد مسلمان ہوں۔ مسلمان تو قیدی ہے، کیا کوئی قیدی کہہ سکتا ہے، میں آزاد قیدی ہوں، کیا کوئی فوجی کہہ سکتا ہے، میں آزاد فوجی ہوں، کیا کوئی پولیس والا کہہ سکتا ہے کہ میں آزاد سپاہی اور پولیس میں ہوں، کیا پابندی اور آزادی دونوں جمع ہو سکتے ہیں، پتہ نہیں یہ آزاد مسلمان، مسلمانوں کی کون سی قسم ہے، آزادی کا یہ سفر ان لوگوں نے ان بے قید عصری درسگاہوں سے سیکھا ہے۔

مسلمان آزاد نہیں ہوتا، بلکہ مسلمان پابند ہوتا ہے، اگر ان عصری درسگاہوں میں عقل معاش کی تعلیم کے ساتھ عقل معاد کی بقدر ضرورت تعلیم ہوتی تو اس ناجائز آزادی کا نعرہ لگانے والوں کو لگام ملتی اور خود کو آزاد مسلمان نہ سمجھتے، عصری تعلیم گاہوں کی یہ بے قید تعلیم اچھے بھلے مسلمان نوجوان کو شیطان نما انسان بنا دیتی ہے، مزے کی بات یہ ہے کہ والدین ان کی بھاری فیسیں بھی ادا کرتے ہیں، لیکن یہی اولاد مسلم معاشرہ کے لئے اور خود والدین کے لئے دردسر بن جاتی ہے، پھر والدین کی خدمت بھی نہیں کرتے۔

حقیقی انسان:...... حقیقی انسان وہ ہے کہ جس کی عقل معاد کے مطابق صحیح دینی تعلیم و تربیت ہوئی ہو، عقل معاش تو ایک دنیاوی ضرورت ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ عقل معاد کو بھول جائے، الحمد للہ ایسی عصری درس گاہیں بھی ہیں جن میں عقل معاش کی تعلیم کے ساتھ ضرورت کے درجہ میں عقل معاد کے مطابق تعلیم و تربیت بھی دی جاتی ہے۔

ایسی درسگاہ کا فارغ التحصیل مسلم معاشرہ کا بہترین فرد ہوتا ہے، فراغت کے بعد جو شعبہ بھی اختیار کرتا ہے، اس میں ایک صحیح، مفید اور کلیدی کردار ادا کرتا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''انسانوں کا دوسرا امتیاز حیوانات سے قوت عملی کی برتری ہے، قوت تو اس میں ہاتھی، گھوڑے، بیل اور گدھوں جتنی نہیں ہوتی، لیکن برتری ضروری ہے۔''

اس قوت عملی کے بھی دو شعبے ہیں، انسان کا ہر اچھا یا برا عمل اس میں اپنا رنگ اور اثر چھوڑتا ہے، حیوانات کو نہ اپنے

اچھے عمل کا احساس ہوتا ہے، نہ برے کا، کتنے حیوانات اور درندے ہیں، جنہوں نے بے شمار لوگوں کو نقصان پہنچایا ہے، لیکن پچھتاتے نہیں، بلکہ ہر بار اپنی درندگی کا اظہار کرتے ہیں، لیکن انسان اپنی غلطی کو عمر بھر نہیں بھولتا، یہ الگ بات ہے کہ احساسِ گناہ اور توبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتے ہیں۔ حدیث میں یہی مضمون ہے کہ مومن جب معمولی گناہ کرتا ہے تو اس کو پہاڑ کے برابر سمجھتا ہے اور فاسق و فاجر پہاڑ جتنا گناہ کر کے سمجھتا ہے کہ مکھی آئی، بیٹھی اور اڑ گئی۔ فساق و فجار ہمہ وقت ہر قسم کے گناہ میں مشغول رہتے ہیں، ایک وقت آتا ہے کہ پھر گناہ بے لذت بن جاتا ہے، ان کی ملکی قوت بالکل دب کر رہ جاتی ہے، قوت عملی کے غلط استعمال سے حیوانیت ان پر غالب آجاتی ہے، پھر حیوان نما انسان بن جاتا ہے، اس لئے قرآن مجید ان کو ''کالانعام'' (چوپاہوں کی طرح) کہتا ہے۔

عمل کا دوسرا شعبہ: احوال و کیفیات میں انسان جو عبادتیں اور ریاضتیں کرتا ہے، ان سے احوال رفیعہ اور اعلیٰ کیفیات پیدا ہوتی ہیں، جو دل و دماغ میں رچ بس جاتی ہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ کی محبت، اللہ تعالیٰ پر اعتماد، اللہ تعالیٰ کا خوف، اللہ تعالیٰ کی رضا وغیرہ۔

تعلیم و تربیت کا زمانہ:...... تعلیم و تربیت کا بہترین زمانہ بچپن کا ہے، ملک و قوم اور ملت کا ہر بچہ پوری ملت کی بنیادی اکائی ہوتی ہے، بنیادی اکائی اگر صحیح، اچھی اور مضبوط ہو تو اچھی بنیادی اکائیوں سے وجود میں آنے والی قوم بہترین قوم ثابت ہوگی، اگر بنیادی اکائیاں سب یا بعض خراب ہوں تو بہترین قوم اور امت وجود میں نہیں آئے گی، ہمیں بحیثیت اچھا ہونا چاہئے اور پھر بحیثیت قوم اچھا کردار ادا کرنا ہوگا، ہماری قوم کی بنیادی اکائیاں اور قوم کا اکثر اور زیادہ حصہ عصری درسگاہوں تک محدود نظر آتا ہے، اکثر لوگوں کا ذہن بھی یہی بن چکا ہے کہ مولوی صاحب کا کردار مسجد تک محدود ہے، حالانکہ علمائے کرام کو چاہئے کہ مسجد سے باہر ہر میدان میں مثالی کردار ادا کریں، اس وقت کام کے جو میدان ہیں، ان میں علمائے کرام کی تعداد بہت کم، یا نہ ہونے کے برابر ہے، مثلاً سیاست، حکومت، معیشت، عدالت اور وکالت وغیرہ، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان میدانوں میں اتنا کود پڑیں کہ علم و تحقیق کے راستے میں مسدود ہو جائیں، بلکہ اس کے لئے منظم پالیسی کے تحت ہر میدان کے لئے افراد مہیا کرنے ہوں گے، کچھ افراد تو ایسے ضرور ہونے چاہئے، جن کا اوڑھنا، بچھونا، درس و تدریس اور علمی تحقیقات ہوں، کیونکہ ہر میدان میں عملی نفاذ کے لئے ان حضرات کی تحقیقات کام آئیں گی، آج اسلامی بینکاری یا تکافل کے نام سے جو کام ہو رہا ہے، اس میں گزشتہ اور موجودہ فقہاء و علماء کی فقہی تحقیقات کام آرہی ہیں، آج اگر کسی شعبہ میں اسلامائزیشن شروع ہو جائے اور ہماری یہ علمی و فقہی تحقیقات یا محقق علماء و فقہاء نہ ہوں تو ہم کیا کریں گے، بعض حضرات کو صرف بینکوں کے سودی نظام کی فکر ہے کہ یہ کس طرح اسلامی بن جائیں، حالانکہ تقریباً ہر مالیاتی ادارہ سودی کاروبار میں ملوث ہے، ان سب کی فکر کرنی چاہئے۔

☆......☆......☆